کشف المحجوب

(کلام المرغوب)

حضرت سید علی بن عثمان ہجویری

المعروف

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق تخریج وتدوین جدید

ڈاکٹر خالق داد ملک ڈاکٹر طاہر رضا بخاری

مکتبہ شمس و قمر

کشف المحجوب

(کلام المرغوب)

حضرت سید علی بن عثمان ہجویری

المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق تخریج و تدوین جدید

ڈاکٹر خالق داد ملک

ڈاکٹر طاہر رضا بخاری

مکتبہ شمس و قمر

جامعہ حنفیہ غوثیہ بھاٹی چوک لاہور

0345-4666768,0322-4973954

کتاب	:	**كشف المحجوب** (کلام المرغوب)
مصنف	:	حضرت سیّد علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش
مترجم	:	علامہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری
تحقیق، تخریج و تدوین جدید	:	ڈاکٹر خالق داد ملک، چیئرمین شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی
		ڈاکٹر طاہر رضا بخاری، ڈائریکٹر جنرل مذہبی امور اوقاف پنجاب
باہتمام	:	قاری محمد عارف سیالوی، مہتمم جامعہ حنفیہ غوثیہ لاہور
نگران	:	صاحبزادہ محمد طاہر شہزاد سیالوی، چیئرمین مکتبہ شمس و قمر
		حافظ محمد کاشف جمیل، مینجنگ ڈائریکٹر مکتبہ شمس و قمر
کمپیوٹر ورک	:	طاہر مقصود
سال اشاعت	:	فروری ۲۰۱۲ء / ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ
تعداد	:	500
ناشر	:	مکتبہ شمس و قمر، جامعہ حنفیہ غوثیہ، بھاٹی چوک لاہور

0345-4666768 0322-4973954

پہنچا دے جس درجہ وہ ان کی سی صورت بنا رہا ہے۔ اگر یہ خیال ہے تو حدیث سرور عالم ﷺ کی موافقت ہو جائے گی اور حضور نے دوسری جگہ فرمایا: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ . (۱) ''جو جس قوم کے ساتھ مشابہت کرے وہ انہیں میں سے ہے۔'' تو جو کچھ انواع مجاہدات سے ہم نے بیان کیا ان پر عمل کرنا چاہیے اور درگاہِ واہب المراد سے اُمید رکھے تاکہ مبداء فیاض سے اس کے لیے درِ معانی کشادہ ہوں۔

مشائخ کرام میں سے ایک فرماتے ہیں: اَلْمُشَاهَدَاتُ مَوَارِيْثُ الْمُجَاهَدَاتِ . ''مشاہدات، مجاہدات کا ورثہ اور نتیجہ ہیں۔'' میں کہتا ہوں: مجاہدات ہر حال میں اچھے ہیں لیکن سکر اور غلبہ میں کسبِ انسانی کا کوئی ایسا دخل نہیں کہ اس جدوجہد کے ذریعہ کیفیتِ سکر و غلبہ کا جلب ہو سکے۔

اور مجاہدات کبھی علتِ حصولِ سکر نہیں ہوں گے، اس لیے کہ مجاہدہ بحالت صحو یعنی ہوش میں انسان کر سکتا ہے اور صاحبِ صحو کو سکر کی طرف التفات نہیں ہو سکتا۔ (اسی وجہ میں صاحی کا سکر میں بذریعہ مجاہدہ آنا محال ہے)۔

اب ہم حقیقتِ سکر و صحو کو باختلاف بیان مشائخ سناتے ہیں تاکہ اشکال سامع رفع ہو۔ ان شاء اللّٰہ .

سکر اور صحو

یاد رکھو! اللہ تمہیں نیکی دے، سکر و غلبہ یہ دو لفظ ارباب معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔ غلبہ سے مراد محبت جل شانہٗ ہوتی ہے اور صحو ایک ایسا لفظ ہے کہ ''حصولِ مراد'' ارباب معانی کے معنی میں مستعمل ہے مگر اہل معانی کے اس میں سبب سے کلام نہیں۔ ایک جماعت تو صحو پر سکر کو فضیلت دیتی ہے اور وہ ابو یزید ہیں اور ان کی جماعت۔ وہ کہتے ہیں کہ صحو تمکین واعتدال پر صفت آدمیت کی صورت پکڑ لیتا ہے اور یہ حجابِ اعظم ہے حق تعالیٰ شانہٗ سے، اور سکر زوالِ آفات اور نقص صفات بشریت اور تدابیر دنیا و اختیار ذاتی کو دور کر دیتا ہے۔ اور صاحب سکر کے تمام تصرفات خیارِ حق کے ساتھ فنا ہو جاتے ہیں اور تمام تدابیر و اختیارات کی قوتیں زائل ہو جاتی ہیں اور وہ معنی جو اس کے وجود میں بصورتِ قوی اور خلاف جنس ہیں، وہ اقوی ابلغ اتم واکمل اُس کے حال میں ہوتے ہیں۔

جیسا کہ داؤد علیہ السلام جب بحالتِ صحو تھے اُن کے تمام افعال ان کی طرف سے وجود میں آئے تھے اور اس وقت تک ان کے فعل کو اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف ہی مضاف فرمایا تھا جیسا

۱۔ اس حدیث مبارکہ کی مکمل تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

کہ ارشاد ہے: ﴿وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ﴾ (۱) ''اور قتل کیا داؤد علیہ السلام نے جالوت کو۔'' اور ہمارے آقا ومولیٰ حضور ﷺ حالتِ سکر میں تھے تو آپ کا ہر وہ فعل جو آپ کی طرف سے ظہور میں آیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی اضافت اپنی طرف فرمائی اور کہا: ﴿وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾ (۲) ''اور وہ کنکریاں تم نے اے محبوب نہیں پھینکیں، جب تم نے پھینکیں، وہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھیں۔'' فَشَتَّانَ مَابَيْنَ عَبْدٍ وَعَبْدٍ تو جو بندہ اپنی ذات کے ساتھ قائم تھا اور اپنی صفات میں ثابت، اسے فرمایا تو نے کیا منصبِ کرامت کے ساتھ، اور جو بندۂ معظم اپنے ربّ کے ساتھ قائم اور اپنی صفات کے ساتھ فانی تھا اُسے فرمایا: ہم نے کیا، جو کچھ تو نے کیا۔ تو اضافتِ فعلِ بندہ ذات مستجمع الصفات کی طرف بہترین ہے، اس اضافت سے جو بندہ اپنی طرف قائم رکھے۔ تو جب فعلِ حق مضاف ہو بندہ کی طرف تو بندہ خود بخود قائم ہوتا ہے اور جب بندہ کا فعل حق کی طرف مضاف ہو تو بندہ بحق قائم ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ داؤد علیہ السلام کی نظر وہاں پڑی جہاں پڑنی نہ چاہیے تھی یعنی ایک عورت پر جو اُوریا کی عورت تھی جسے دیکھا، وہ ان پر حرام تھی اور جب بندہ بحق قائم ہوگیا جیسے حضور ﷺ کہ نظر تو آپ کی بھی پڑی اس طرح زید (رضی اللہ عنہ) کی بیوی پر مگر وہ بیوی زید پر حرام ہوگئی۔ اس لیے کہ وہ نظر جو داؤد علیہ السلام کی تھی وہ محل صحو میں تھی اور یہ نظر جو حضور ﷺ کی تھی، یہ محل سکر میں تھی۔

پھر جو لوگ صحو کو سکر پر فضیلت دیتے ہیں وہ حضرت جنید رضی اللہ عنہ اور ان کے متبعین ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سکر محلِ آفت ہے کیونکہ وہ احوالِ تشویش اور رذہابِ صحت خود ہے اور اپنے سررشتہ کا گم کردینا ہے اور طالب کے ہر پہلو میں قاعدہ یہ ہے کہ وہ فنا ہو یا برائے بقا رہے محو ہو یا برائے اثبات قائم ہو، جب وہ صحیح الحال ہے۔ نہیں رہا تو تحقیق کا فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔

اس لیے کہ دلِ اہلِ حق مجرد ہونا چاہیے تمام موجودات سے، اور بینائی کی بنیاد قید اشیاء میں کبھی راحت نہیں پاتی اور آفا سے رستگاری نہیں ملتی اور مخلوق کا ماسوائے اللہ میں پھنسا رہنا اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ اشیاء کو جیسی کہ وہ نہیں دیکھ سکتے اور اشیاء کا ملاحظہ جیسی کہ وہ ہیں، دو طرح پر ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ دیکھنے والا ہر شے کو بچشمِ بقا دیکھے۔ دوسرے یہ کہ اس شے کو بچشمِ فنا دیکھے۔ اگر وہ بچشمِ بقا میں دیکھے گا تو کل اشیاء اپنی بقا میں ناقص نظر آئیں گی کیونکہ اشیاء باقی رہنے کے حال میں اپنے سے باقی نہیں پاتا اور اگر بچشمِ فنا دیکھے گا تو کل اشیاء پہلوئے بقاواجب تعالیٰ میں فانی نظر آئیں گی۔ تو یہ دونوں نظریں موجودات کے دیکھنے والے کو اعراض پر مجبور کردیتی ہیں۔

۱۔ سورۃ البقرۃ: ۲۵۱ ۲۔ سورۃ الانفال: ۱۷

اس لیے حضور ﷺ نے بحالتِ دعا فرمایا: اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْاَشْيَاءَ كَمَا هِيَ (۱) ''اے اللہ ہمیں اشیاء کو اس حال میں دکھا جیسی کہ وہ ہیں۔'' اس لیے کہ جس نے حقیقت اشیاء کماحقہٗ کو دیکھ لیا، وہ آسودہ ہو گیا اور یہی معنی فرمان جل مجدہٗ کے ہیں جو فرمایا: ﴿فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ﴾ (۲) ''تو عبرت حاصل کرو اے آنکھ والو۔'' اس لیے کہ جب تک حقیقت شے نہیں دیکھی جائے عبرت نہیں لی جاتی۔

تو یہ تمام کیفیت صحو میں آئے بغیر درست نہیں ہوتی اور اہلِ سکر کو اس معنی میں کچھ آگاہی نہیں۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام بحالتِ سکر تھے تو ایک تجلّی کے ظہور کی تاب نہ لا سکے اور ہوش سے بے ہوش ہو گئے۔ ﴿وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا﴾ (۳) اس امر کا مظہر ہے۔

اور ہمارے حضور ﷺ جب بحال صحو تھے تو مکہ سے قابِ قوسین تک عین تجلّی میں گئے اور ہر لحظہ ہوشیار و بیدار تر رہے۔ واللہ اعلم بالصواب (۴)

اور میرے شیخ فرماتے ہیں جو مذہبِ جنیدی کے متبع تھے کہ سکر بازیگاہ کودکان ہے اور صحو وفنا گاہِ مردان۔ اور مَیں (یعنی حضرت علی بن عثمان جلابی رضی اللہ عنہ) کہتا ہوں کہ اپنے شیخ کی موافقت پر کمال صاحب سکر وصحو ہے اور کمترین درجہ صحو کا یہ ہے کہ صاحبِ صحو صفاتِ بشریہ کے دیکھنے سے دور ہو جاتا ہے۔ تو وہ صحو جو آفت دکھاتا ہے اس سکر سے بہتر ہے جو عین آفات ہے۔

اور حضرت ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک حکایت ہے کہ آپ نے ابتداء حال میں بیس سال عزلت نشینی فرمائی اور ایسے جنگلوں میں رہے جہاں انسان کا حس بھی نہ ہو۔ حتیٰ کہ بوجہ مشقت ومجاہدہ آپ کا جسم گھل گیا اور چشمہائے مبارک سوئی کے ناکہ کی رہ گئیں اور شبیہہ انسانی بدل گئی۔ بیس سال کے بعد حکم آیا کہ اب انسانوں میں صحبت کرو۔ آپ نے اپنے دل میں کہا کہ ابتدائے صحبت، اللہ کے بندوں اور اس کے محبوں سے کرنی چاہیے تاکہ برکت حاصل ہو۔ آپ نے مکہ معظمہ کا قصد کر لیا۔ مشائخِ مکہ کو اپنے کشف سے آپ کی تشریف آوری کا حال معلوم ہو گیا۔

۱۔ یہ الفاظ تو نہیں ملے لیکن اتحاف السادۃ المتقین ۳۲۱/۹، میں یہ الفاظ آئے ہیں۔ اللھم ارنی الدنیا کما تریھا صالح عبادک.

۲۔ سورۃ الحشر: ۲

۳۔ سورۃ الاعراف: ۱۴۳

۴۔ موسیٰ زہوش رفت بیك جلوۂ صفات / تو عین ذات می نگری در تبسمی

شَرِبْتُ الرَّاحَ كَاْسًا بَعْدَ كَاْسٍ / فَمَا نَفَدَ الشَّرَابُ وَمَا رَوِيْتُ

ترجمہ۔ میں نے پے در پے شراب کے جام پیے۔ تو نہ شراب نے مجھ میں نفوذ کیا اور نہ میں سیراب ہوا۔

استقبال کے لیے شہر سے باہر آئے۔آپ کو بالکل مبدل پایا،سوائے اس کے کہ رمق جان نظر آتی تھی اور کچھ نہیں۔سب نے کہا ابوعثمان! آپ بیس سال اس حالت میں جیئے ہیں کہ آدم اور اس کی ذریت اس زندگی سے عاجز ہے،ہمیں بتاؤ کہ تم کیوں گئے اور وہاں کیا دیکھا اور اس موت میں کیا حاصل کیا اور اب کس لیے واپس آئے؟

آپ نے جواب دیا کہ میں سکر میں گیا تھا اور آفات سکر دیکھ کر نا اُمید ہوا اور عاجز آکر واپس آیا۔مشائخ کرام نے کہا کہ ابوعثمان! آپ کے بعد اب سب معبروں پر حرام ہے کہ وہ صحو وسکر کی عبارت پر آئیں،اس لیے کہ آپ نے اس کا انصاف پورا کر دیا اور آفاتِ سکر کو واضح طور پر دکھا دیا۔تو خلاصہ یہ ہوا کہ سکر تمام کا تمام مقتضیٰ فنا ہے۔عین بقا ضعف ہیں اور یہ حجاب ہے اور صحو تمام کا تمام فناصعت میں دیدار بقا ہے اور یہ عین کشف ہے اور اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ سکر بہ نسبت صحو نزدیک فنا ہے تو یہ محال ہے۔

اس لیے کہ سکر ایک ایسی صفت ہے جو صحو پر زیادہ ہے اور جب تک بندہ کی صفتیں زیادتی کی طرف رجوع ہوتی ہیں اس وقت تک وہ بے خبر رہتا ہے اور جب نقص کی طرف ہو جاتی ہے تو اس وقت اُس کی حالت امید افزا ہوتی ہے اور صحو وسکر میں یہ حال کی انتہا وغایت ہے۔

حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت ہے۔جب کہ مغلوب الحال ہو کر یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ کو خط لکھا۔اس شخص کے حال میں کیا حکم ہے جس نے ایک قطرہ بحرِ محبت سے نہ لیا اور مست ہو گیا۔حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ نے جواب لکھا کہ اس شخص کے معاملے میں آپ کیا فرماتے ہیں جس کے لیے تمام دریاءِ علم شرابِ محبت بن گیا اور اس نے تمام کا تمام پی لیا اور ابھی تشنگی میں تڑپ رہا ہے۔اس پر لوگوں کا خیال ہے کہ یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے سکر سے عبادت کی اور حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے صحو سے۔اور اس میں خلاف یہ ہے کہ صاحبِ صحو وہ ہوتا ہے کہ اُسے ایک قطرہ کی تاب نہیں ہوتی اور صاحب سکر وہ ہوتا ہے کہ مستی میں وہ سب کچھ پی سکتا ہے اور پھر پیاسا رہتا ہے۔اس لیے کہ شراب آلۂ سکر ہے اور جنس اپنی ہم جنس کے لیے بہتر ہوتی ہے اور صحو اس کی ضد ہے کہ وہ پینے سے آرام ہی نہیں پاتا۔

لیکن سکر دو قسم کا ہے۔ایک سکر شرابِ مودت،دوسرا سکر کاسِ محبت۔سکر محبت بلا علت ہوتا ہے اور محض رویتِ منعم سے پیدا ہوتا ہے۔جس نے نعمت دیکھی تو گویا اپنے کو رنجور دیکھا،اگرچہ وہ سکر میں ہو۔تو اس اُصول سے صحو بھی دو قسم پر ہے۔ایک صحو بر غفلت دوسرا صحو بر محبت و اقامت۔تو وہ صحو جس میں غفلت ہو وہ حجابِ عظیم ہے اور صحو جس میں محبت کی طرف راہ ملے وہ

کشفِ مبین ہے۔

تو وہ شخص جو مقرونِ غفلت ہے اگر چہ صحو ہو، سکر ہے اور وہ جو محبت تک پہنچائے اگر چہ سکر ہو، صحو ہے۔ غرضیکہ جب اصل مستحکم ہو تو صحو مثل سکر ہو جاتا ہے اور سکر مثل صحو۔ اور جب اصل مستحکم نہ ہو، صحو اور سکر دونوں بے فائدہ ہیں۔

فی الجملہ صحو و سکر مردانِ الٰہی کے قدم رکھنے کی جگہ میں باختلاف علت معلوم ہوتے ہیں اور جب سلطانِ حقیقت اپنا جمال بے حجاب فرما دیتا ہے تو صحو و سکر دونوں طفیلی رہ جاتے ہیں۔ اس لیے کہ صحو و سکر دونوں رخِ معنی میں ایک دوسرے کے موصول ہیں۔ اور ہر ایک کی نہایت دوسرے کی ہدایت ہے اور یہ ہدایت و نہایت بھی سوائے اختلاف نظر کے اور کچھ نہیں ہے۔

اور جس کی نسبت تفرقہ کے ساتھ ہو وہ حکم تساوی کا رکھتا ہے۔ اور اُن کا جمع کرنا تفریقوں کا جمع کرنا ہے۔ اس مفہوم کو کسی شاعر نے خوب ادا کیا ہے۔

اِذَا طَلَعَ الصَّبَاحُ بِنَجْمِ رَاحٍ   تُسَاوِیْ فِیْهِ سُکْرَانٌ وَصَاحٍ

"جب صبح دل کے خوش کرنے والے ستاروں سے طلوع ہو تو اس میں بیہوش اور مدہوش والے برابر ہوتے ہیں"۔

مقام سرخس میں دو پیر تھے۔ ایک لقمان دوسرے ابو الفضل حسن رضی اللہ عنہما۔ ایک دن حضرت لقمان حضرت ابو الفضل کے پاس آئے تو دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ میں کاغذوں کا ایک جز لیے ہوئے ہیں۔ لقمان نے پوچھا: حضرت ان جزوں میں کیا ڈھونڈ رہے ہیں۔ حضرت ابو الفضل نے جواب دیا: وہی جو تم ترک اوراق میں ڈھونڈ رہے ہو۔ عرض کی پھر اختلاف کیوں؟ (یعنی میں ترک اوراق میں جو ڈھونڈ رہا ہوں آپ اُسے اوراق میں ڈھونڈ رہے ہیں) فرمایا: لقمان! تم خلاف دیکھتے ہو جب ہی مجھ سے پوچھ رہے ہو "لقمان" مستی سے ہوشیار ہو جاؤ اور ہوشیاری سے بیدار ہو۔ تاکہ خلاف کا جھگڑا ہی اُٹھ جائے۔ خبر بھی ہے، میں اور تم ڈھونڈ رہے ہیں۔

تو طیفوری اور جنیدیوں میں صرف یہ اختلاف ہے جو ہم بیان کر چکے اور اعمال میں ان کا مذہب بالکل ترکِ صحبت اور گوشہ نشینی اختیار کرنا ہے اور سب نے مریدوں میں یہی حکم جاری کیا ہے اور یہ طریق محمود سیرت اور ستودہ صفت ہے۔ اگر خدا توفیق دے۔

فرقہ جنیدیہ

اس فرقہ کا تعلق حضرت ابو القاسم جنیدی بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ یہ وہ بلند ہستی ہے کہ انہیں کے ہم چشم اور ہمعصر "طاؤس العلماء" کہتے ہیں۔ اپنی جماعت کے سردار اور امام الائمہ